حرف و سخن HARF-O-SUKHAN Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

تانیثیت

اُریبہ شفیق
ریسرچ سکالر پی ایچ ڈی اُردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد
شیبا ذوالفقار
ریسرچ سکالر پی ایچ ڈی اُردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد
ڈاکٹر رابعہ سرفراز
صدر شعبہ اُردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

Abstract

The contemporary debate centering round the circumference of feminist discourse has of late been very potent in addressing the issues of certain prejudiced notions in our existing patriarchal structure. The patriarchal culture lionized the ideals of brevity. courageousness, and intellect and thought of these as the only special possessions of man in society. The qualities of being submissive, kind and caring in nature is considered to be "ideal" and exclusive qualities of a woman. Even though these qualities are "ideal" to women, they are discarded from being considered as universal in nature and are thought of as insignificant in the mainstream societal structure. These qualities are treated as inferior, and exclusively womanly and hence cannot make their stand in the conventional patriarchal social order. For this reason a dilemmatic situation arises here.

Key words: Feminism, Patriarchal, Care, Equality, Paradox.

عربی لفظ تانیث "تانیثیت" سے مشتق انگریزی متبادل Feminism لاطینی اصطلاح Femina کا مترادف ہے۔ معنی و مفہوم تحریک نسواں، نظریہ ، حقوق نسواں اور نسوانیت کے ہیں۔ ابتداً 1871ء میں فرنچ میڈیکل میں لفظ (Feminist) نسوانیت والے مردوں کے لیے استعمال کیا گیا تھا۔ مغرب میں تحریک آزادی نسواں حامیوں کو بھی کہا گیا۔ بعد میں باقاعدہ Feminism تحریک نسواں کی اصطلاح بن گیا۔ اور حقوق نسواں، آزادی نسواں یا کناری آندولن سے جانی جانے والی تحریک کے بنیادی نظریات میں سیاسی، سماجی، معاشی، معاشرتی، تعلیمی، اخلاقی اور تہذیبی طور پر دونوں جنس کے لیے مساویانہ حقوق کے ہیں۔ بالخصوص نسائی حقوق سے جڑی تمام فکروں کا مرکب ہے۔ اس تحریک کی خواتین علمبرداروں کے لیے Womanist اصطلاح مستعمل ہے۔ لفظ 'کاز' بھی تانیثی مسائل کے لیے انہیں ناقدین کے استعمال میں ہے۔ اس کے برعکس عورت پسندی 'Womanism' ہے جو خواتین میں رجولیت تازن پسندی "Feminism " ہے۔ یہ دونوں مختلف مکاتب کی فکر میں ہیں۔ اس تحریک کا مقصد خواتین کے وہ تمام مسائل جو آنسوؤں سے لیکر مسکراہٹ تک درپیش آتے ہوں۔ اس ضمن میں ایلین شوالٹر نے تانیثی تنقید کی چار اہم جہات کی نشاندہی کی۔

ا۔ حیاتیاتی

۲۔ لسانیاتی

۳۔ تحلیل نفسی

۴۔ کلچرل تنقید

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

Feminism کی علمبردار بھی اس تحریک کی مناسب اصطلاح یالفظ کی تلاش میں نظر آتی ہیں۔"تحریک نسواں کی حامی فکر یہ ہیں آخر جب 'عورت' کے لیے کسی لفظ کا استعمال ہونا چاہیے 'ویمن' کا استعمال تو مسئلہ پیدا کرتا ہے یہ بعض اوقات ویمن (عورت)استعمال میں ہے اس کا مطلب "تمام خواتین"نہیں ہوتی۔" یہی خیال Judith Event کا بھی ہے نہ عورت، نہ مرد تحریک نسواں کا ہدف Androgynous یعنی دونوں کے جنسی امتیازات مٹا کر لفظ جنس (Gender) تمام اختلافات کا بدل یا اہداف ہے۔موجودہ حقوق نسواں کی ناقدین کی اصطلاح Feminist ہے اور تحریک آزادی نسواں کے لیے Feminism ہے۔تانیثی تحریک عورتوں سے متعلق ان تمام مروج نظام،اخلاق و تہذیب پر ایک ضرب لگاتی ہے اور اس کے خاتمے کے لیے مردوں و عورتوں کے باہمی شعوری عمل کی کاری خواہاں ہے۔قاضی افضال حسین تانیثیت کی تعریف میں یوں رقم طراز ہیں:

> "معاشرے کی تشکیل کے لیے عورت اور مرد دونوں ضروری ہیں لیکن ان کے درمیان ربط کی نوعیت ایک مخصوص معاشرے کی معاشی اور تہذیبی ضرورتوں سے متعین ہوتی ہے۔بیشتر معاشروں میں مرد اور عورت کا یہ تعلق ترجیحی نوعیت کا ہے۔یعنی مرد ایک طاقتور فاعل،حاکم،اور معاشرے میں اقتدار کا ماخذ اور منصرم ہے جب کہ عورت کمزور محکوم اور معاشرے کی مرکزی ضرورتوں کو پورا کرنے والی مفعول یا معروض ہے۔تانیثیت کی سیاسی اور سماجی تحریکات کے لیے یہ غیر مساوی معاشرتی/معاشی نظام ہی ان کی جدوجہد کا اصل موضوع ہے۔" (۱)

خواتین کی جدت پسندی اور اعتدال روی سے سیاسی، سماجی، اخلاقی، تعلیمی اور اقتصادی لحاظ سے جنس کی تخصیص و تشخیص کے برخلاف برابری قائم کرنا۔ظلم واستبداد سے آزاد زندگی فراہم کرنا۔انہیں انسان کی حیثیت دینا تاکہ سماج کو متحرک کر کے رشتوں کے درمیان امتیازات بھی ختم ہو جاسکیں۔حق تلفیاں اور ان پر ہو رہے جبر و استحصال کے خلاف ایک مہم چلائی جائے۔بین الاقوامی سطح پر سماجی و اقتصادی لائحہ عمل وجود میں آئے۔نارواسلوک،استحصال جنسی جبر،دہشت،غیر مساوی حقوق،منافقانہ اخلاقی اقدار نیز فرسودہ خاندانی رشتوں کے علاوہ معاشرتی اقتدار تک کی اس قدر آگہی پیدا کرنا کہ اجتماعی شعور بیدار ہو سکے۔''ووف کا خیال تھا کہ نسائی جدوجہد کا ایک مقصد مردانہ پن اور نسائیت کے زوجی تضاد کو ڈی کنسٹرکٹ (Deconstruct) کیا جائے۔" تاکہ عورت بھی مرد کی طرح اپنی مرضی کے مطابق زندگی کے تمام فیصلے خود کرے۔انہیں اپنی مرضی پر پورا اختیار ہو۔اس ضمن میں ابوالکلام قاسمی نے سیمون دی بوائر کی تصنیف"the Second Sex " میں مردوں کے اصول ونفسیاتی فریم ورک کو اس طرح بیان کیا ہے عورت پیدائشی طور پر ہمارے لے کر وہ صفات کی حامل نہیں ہوتی بلکہ پوری معاشرے یا Patriarchal Society میں وہ عورت بنادی جاتی ہے اور رفتہ رفتہ وہ بھی خود کو ان ہی صفات سے متصف سمجھنے لگتی ہے جو مردوں کی طرف سے ان کے ساتھ وابستہ کر دی گئی ہیں۔سیمون نے خواتین کی ذہنی تربیت اس لیے کی ہے تاکہ وہ پدرانہ سماج کے برخلاف مردوں کی تنگ ذہنیت کو ناریخ کر سکے۔عام طور پر مرد خواتین کو اپنا محکوم،تابع، حقیر اور کمزور سمجھ کر اس کا حق چھیننا اور مہمل قرار دیا ہے جس سے وہ جنسی،نفسیاتی، عقلی، طبقاتی اور نسلی بنیاد پر استحصال کی شکار ہو رہی ہیں۔مرد کے ذہن میں جو نسائی تصویر ہے اس کے برخلاف عورت یہ ثابت کرتی ہے کہ وہ ماں بنے،پرورش و پرداخت اور گھریلو کام تک ہی محدود نہیں ہے۔فطری طور پر دونوں جنس کے درمیان سوائے جسمانی ساخت کے وحدت، قوت، تعقل اور مثبت اوصاف مساوی ہیں۔اس تصور سے جنسی و صنفی شناخت کی تشکیل اور باہمی بیداری پیدا ہو کیوں کہ دونوں نوع انسانی کا حصہ ہے۔تانیثی فکر ان تمام مروج نظام پر کاری ضرب لگا کر دونوں جنس کے باہمی شعور کو اجاگر کرتی ہے۔اس ضمن میں عتیق اللہ رقم طراز ہیں۔

"تانیثیت کا موقف اس عورت کو Deconstruct کرتا ہے جو اپنی ذات ہی سے بے خبر نہیں تھی بلکہ اس سماجی تہذہ میں منظر نامے سے بھی نابلد تھی جس کے جبر نے اسے مجبول حقیقت میں بدل کر رکھ دیا تھا۔"

اگر چہ مرد طاقتور ہے تو عورت معاشرے کی دامنی اور شرم و حیا کو خواتین ثقافت سے جوڑا کرتی ہیں۔لیکن انہیں گھریلو کام سونپ دیا گیا ہے ۔ بیشتر خواتین اپنے وجود کی ناواقفیت سے مرد کی ماتحت سے غلام ہے۔ملازمت ہو یا کاروبار ہر میدان میں دونوں برابر خدمات انجام دے رہے ہیں۔پھر بھی انہیں کم اجرت ملتی ہے۔ہر شعبے میں از سر نو تقسیم ہو تب ہی وہ خود کفیل بن سکتی ہے۔مرد صرف بیرونی کام کرتے ہیں۔خواتین کے حصے میں گھریلو کام ہیں۔جب کہ عورت عقلی، فکری اور تخلیقی سطح پر کم تر یا کمزور نہیں ہوتی۔اس کی صلاحیتوں کو ہمیشہ جھٹلایا گیا ہے۔اسے کبھی مراعات یا ماحول ہی میسر نہیں آئے جس کی بنا پر وہ

HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

پورے شدومد اور اعتماد کے ساتھ خود کو وقف کر سکے۔ مرد اگر وقتی طور پر خواتین کی خدمات سے متفق ہو کر رحم و کرم سے حاکم بنا بھی دیں تو ان کی تمام تخلیقی صلاحیتوں کو نظر انداز کرتا ہے۔

خواتین کے حصے میں زیادہ تر کام امور خانہ داری، منڈی معیشت، اشتہارات تک محدود ہیں۔ دیگر پیشوں میں بھی ان کی صنف اور جنس متاثر ہوتی ہے۔ جس سے ان کی پہچان رنڈی، کنٹا، طوائف، کال گرل، منحوس، کنیز، کھیل، کلموہی، ڈائن، چڑیل، صنف نازک، مغلوب و تابعدار صنف، مجہول کمزور، ناقص العقل یا کم عقل اور کم فہم کی بن گئی ہے۔ یہاں تک کے گالیاں بھی ان سے ہی منسوب ہیں۔ جس کی اعلیٰ مثال ہندو پاک کے علاوہ پنجابی کلچر میں دیکھی جا سکتی ہے۔ اس مسخ شدہ تصویر کا سد باب کرنا ہوگا۔ یہ ان کی ذات پر زیادتی ہے۔ وہ تمام کیفیات انہیں دیکھنے سے لیکر سمجھنے تک کے انداز، ان کی سماجی حیثیت و مرتبے کی صحیح پہچان کرنا نیز جنسی تفریق کے شعوری یا غیر شعوری احساسات کو جڑ سے مٹا دینا۔

'تانیثیت' کی مکمل ایک جامع تشریح ممکن نہیں۔ غالباً یہی رائے آج تک کے قلم کاروں نے پیش کی ہے۔ اس صورت میں یہ تسلیم کر لینا چاہیے کہ تانیثیت ایسی تحریک ہے جس میں لڑکی کی پیدائش سے موت تک درپیش مسائل حل کرنے سے متعلق جو کوششیں کی جا رہی ہیں وہی تانیثیت ہے۔ اس کا دائرہ بہت وسیع ہے جس میں مذاہب، قوانین، سیاسیات، فلسفے، نفسیات، اخلاقیات، معاشیاتی حقوق اور ایسی مثبت سوچ، تجزیہ و دانشورانہ اسلوب ہے۔ جس کے اہداف میں نسائی حق و انصاف کی بالادستی، حریت فکر، آزادی اظہار اور معاشرے کو ہر قسم کے استحصال سے بچنے کی ترغیب ہے۔ جو ان کی سماجی، ثقافتی، معاشرتی، سیاسی، عمرانی اور ہر طرح کی تحقیقی اقدار و روایات کو مثبت انداز میں بروئے کار لانے کی راہ دکھاتی ہو۔ معاشرے کے تمام انسانی کاموں کو مساوی درجہ دینے کی جدت فکر ہی تانیثیت ہے۔

خواتین پر صدیوں سے ہو رہے ظلم و ستم جس میں رحم مادر جنین میں لڑکیوں کا قتل، عصمت دری، چھیڑ چھاڑ، کم عمری کی شادی عتاب و عذاب کی شکار، امور خانہ داری، طلاق، جسمانی و ذہنی اذیتیں، ابتلاء خاوند سے بیوی پر لعنت ملامت، گالی گلوچ، ناگفتہ حالت، سسرالی مخالفانہ تنازعات، ظلم و ستم، استحصال اور زیادتی کے خلاف حقوق کی بات کرنا۔ اس معاشرے کے خلاف جنگ ہے جو صنف نازک پر امتیازی روا رکھتا ہو۔ ان حالات میں خواتین ایک فرد کی حیثیت سے جذبات، احساسات اور تخیلات کا اظہار کر سکیں، حقوق کی بازیافت کے لیے بر سرپیکار ہوں۔

ابتدا سے ہی خواتین کا مذہبی استحصال، جاگیر دارانہ فرسودہ قوتوں کی سوچ جو جائز حقوق کی بازیابی کو سم قاتل گردانتے ہیں۔ پدر شاہی نظام سے سیاسی، سماجی، اقتصادی، مذہبی ہر شعبہ میں مرد اجارہ دار اور معاشرتی بالادستی رکھتا ہے۔ جس سے خواتین کے درمیان تفریق کی گئی اور غلط رسومات کے تحت صرف مذہبی تعلیم دی جانے لگی۔ عصری اور اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے سے روکا گیا۔ جس کی بنا پر ان کی اہمیت ہر شعبہ میں کمتر مخلوق اور پسماندہ عنصر اور حیثیت مرد کے زیر نگیں ہے۔ انہیں مذہبی روایتوں اور معاشرے کی زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔ اشیاء کی طرح خرید و فروخت کی جاتی ہے۔ مقابلوں میں جیتی و ہاری جاتی ہیں اور بطور ہدیہ دی جاتی ہیں۔ ان پر آئے دن انسانیت سوز مظالم وقوع پذیر ہو رہے ہیں۔ ان حالات سے خواتین کے حق میں زمین سخت اور سورج سوا نیزے پر ہوتا ہے۔

خواتین نکاح، حق خلع، وراثت، طلاق کے بعد بچوں کی تحویل کے حقوق اور جائیداد کے حصوں سے بے خبر رہتی ہیں۔ ان تمام مسائل کی راست آگہی کے لیے یورپ میں گزشتہ دو سو بیس سالوں سے سیاسی، سماجی اور ادبی تحریکیں ابھرتی رہی ہیں۔ مقصد معاشرے میں خواتین کا مقام متعین کرنا اور مرد کی اجارہ داری ختم کرنا ہے۔ ان پر ہو رہے تمام مظالم کے رد عمل پر ہی تانیثیت کا تصور ظہور پذیر ہوا۔ اس تحریک سے خواتین استقامت کے ساتھ اپنی اثبات چاہتی ہیں۔ وولف کے زاویہ نگاہ سے:

> "عورت عقلی، فکری، اور تخلیقی سطح پر بھی کم تر یا کمزور نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کی صلاحیتوں کو ہمیشہ جھٹلایا گیا ہے اور اسے کبھی وہ مراعات اور وہ ماحول ہی میسر نہیں آیا کہ وہ پورے شدومد اور اعتماد کے ساتھ اپنے آپ کو ادب کے لیے وقف کر سکے۔"
> (۲)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

وولف کا نقطہ نظریہ تھا کہ ایک عورت اپنی فنکارانہ یا تخلیقی صلاحیت اسی وقت بروئے کار لا سکتی ہے جب اسے ایک نجی کمرہ مہیا کر دیا جائے تا کہ وہ یکسوئی اور آزادی کے ساتھ اپنے آپ کو ادب کے لیے وقف کر سکے لیکن عورت کو کبھی اس قابل ہی نہیں سمجھا گیا یا اسے وہ مراعات اور ایک پر سکون ماحول ہی میسر نہیں ہوا کہ وہ آزادی کے ساتھ سانس لے ہی سکے، سوچ سکے یا کچھ تخلیق کر سکے۔ وولف کی نظر میں :

"تذکیر و تانیث کا تصور بالکل غلط ہے جس سے کہ وحدت و ہم آہنگی کے بجائے نفرت کینہ و بغض کو تحریک ملتی ہے وہ ہر اس درجہ بندی، طبقاتی کشمکش کے تصور کی مخالفت کرتی ہیں جس کے تحت مرد و عورت کی صلاحیتوں کو دو مختلف حدود میں رکھ کر پرکھا جاتا ہے۔" (۳)

پدری سماج میں خواتین فاتح افواج کے مالِ غنیمت کا اہم حصہ خواتین ہوتی تھیں جس کا بٹوارہ بھی سامان کی طرح ہوتا تھا۔ ان خواتین کی اہمیت گھٹ کر کنیز اور لونڈی کی ہو جاتی تھی۔ اس کے بعد مالک جنسی تسکین حاصل کریں یا تحفہ تحائف میں پیش کریں۔ جنگ کی فتح کے بعد اہم خوش خبری خواتین کی گرفتاری ہوتی تھی۔ خوبصورت خواتین حکمرانوں اور امراء کے حصے میں جاتی تھیں باقی سپاہیوں میں تقسیم کی جاتی تھیں۔ جنگوں میں شکست کے آثار نظر آتے تو مرد عزت و آبرو اور شرمندگی سے بچنے کی خاطر خود ہی اپنی خواتین کا بے رحمی سے قتل کرتے یا زندہ جلا دیتے تھے۔ جنگوں میں سب سے زیادہ اذیت اور نقصان خواتین ہی اٹھاتی ہیں۔

میری وولس ٹونکرافٹ Mery Walls Tonecraft نے اپنی مشہور زمانہ تصنیف "A Vindication of the Rights of the Women" جو تانیثیت پر بنی پہلی کتاب مانی جاتی ہے، میں لکھا ہے کہ :

"ہر نسلیاتی عضویاتی صنفی تصور تفریق کو سختی کے ساتھ غیر فطری اور غیر منطقی ٹھہرایا جائے اور حقوق کے ضمن میں مساوات کی بنیاد اس ڈھانچے پر رکھی جائے جسے مرد و عورت پر بغیر از تخصیص بلند و پست منطبق کیا جا سکے۔"(۴)

تعجب ہے حکمرانوں سے لے کر عہدے داروں تک غالباً سبھی کی ایسی گھٹیا سوچ بن گئی تھی۔ اس کا ایک اور المیاتی پہلو یہ ہے کہ فاتح افواج مفتوح خواتین کی عصمت دری سے قوت رجولیت و مردانگی کا ثبوت دیکر اپنی فتح ثابت کرنے کو فخر سمجھتے تھے۔ انہیں اس عمل سے عزت و احترام ملتا تھا۔ قدیم زمانے سے آج تک مرد کم عمر لڑکیوں سے شادی کرتے آئے ہیں۔ اگر عورت مرد سے بڑی ہو تو لوگ تعجب کرتے ہیں۔ مرد اور عورت میں ۲۰ سے ۲۵ سال تک کے فرق سے رشتے کرتے ہیں جس سے اثرات یہ ظاہر ہوتے ہیں مرد خواتین کا ساتھ لمبی عمر تک نہیں دے پاتے اور دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ ان حالات میں کم عمر بیوہ خواتین دنیا کے کرب سہتے سہتے بعض گھٹ گھٹ کر زندگی گزارتی ہیں باقی کسی غلط پیشے میں مبتلا ہوتی ہیں۔ سماج میں بیوہ اور مطلقہ خواتین کی عزت نہیں کی جاتی لیکن مردان تمام الزامات سے بری ہیں۔ یہودیت اور عیسائیت کے آتے آتے نسائیت بالکل گر گئی تھی۔

"توریت میں شوہر سے کہا گیا ہے کہ وہ اپنی بیوی سے ایسے خطاب کرے جیسے کہ آقا غلام سے اور بادشاہ رعایا سے کرتا ہے۔ شوہر کو یہ اختیار تھا کہ وہ جب چاہے بیوی کو طلاق دے دے۔ مگر عورت کو مرد سے علیحدگی کا کوئی حق نہیں تھا۔ اگر عورت سے بے وفائی ہو جائے تو اسے ایک سنگین جرم سمجھا جاتا تھا۔ اگر اس پر زنا ثابت ہو جاتا تو اسے سنگسار کر دیا جاتا تھا۔ اگر بچہ نہیں ہوتا تھا تو اس کی ساری ذمے داری عورت پر آتی تھی۔ باپ کو یہ حق تھا کہ وہ اپنی بیٹی کو فروخت کر دے۔ یہودی مرد کی یہ دعا ہوا کرتی تھی کہ خدا تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے عورت نہیں بنایا۔"

پچھلے دو سو سالوں سے ادبیات عامہ میں تانیثی شعور موجود ہے۔ مغربی مفکرین اور قلمکاروں میں واضح نقوش، خواتین کے سیاسی و نظریاتی فلسفے کی بنیاد چند ممتاز خواتین کے ہاتھوں رکھی گئی۔ جن میں جان سٹوورٹ مل (John Stuart Mill نے محکومی نسواں کے عنوان سے ۱۹۴۹ء کو ایک مضمون اور "On the subject of women" کے نام سے لکھا۔ اس کے علاوہ سیمون دی بور (SIMONE de BEAVOIR) نے the SECOND SEX میں تانیثیت پر کھل کر اظہار خیال کیا۔ ان کے بعد چارلوٹ یونگ (Charlotte Younge)، دین ملوک کریک (Dinah وغیرہ چند اہم نام ہیں۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

انسائیکلوپیڈیا آف سوشیالوجی میں تانیثیت کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

Feminism: a movement that attempts to institute social, economic and political equality between men and women in society and end distortion in the relationship between men and women. (5)

حوالہ جات

۱۔ افضال حسین، قاضی، متن کی تانیثی قرات، ص۴۷

۲۔ عتیق اللہ، پروفیسر، بحوالہ تانیثیت: ایک سیاقی مطالعہ، ص۳۵

۳۔ عتیق اللہ، پروفیسر، بحوالہ تانیثیت: ایک تنقیدی تھیوری، ص۳۱

۴۔ عتیق اللہ، پروفیسر، بحوالہ تانیثیت: ایک سیاقی مطالعہ، ص۳۸

۵۔ Gender and religion Encyclopedia of sociology (6) P.No.5561